ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

ساجد صدیق نظامی ❁

آصف الدولہ کی شکار مہمّات کی معاصر روداد

(ایک انگریز شکاری کے قلم سے)

Contemporary Account of Asif-ul-Dowlah's Hunting Expeditions (By an English Huntsman)

By *Sajid Siddique Nizami, Asst. Prof., Institute of Urdu Language and Literature, University of Punjab, Lahore.*

ABSTRACT

William Blane was a hunter who came to India twice during the 1780's. He participated in the hunting expeditions of Nawab Vizier Asif-ul-Dowlah of Lucknow. After returning to England, he wrote an account of his expeditions under the title of An Account of the Hunting Excursions of Asoph ul Doulah. It was published from London in 1788. Interestingly, contemporary sources confirm that the famous Urdu poet Mir Taqi Mir was also part of the hunting expedition in which William Blane was present. Mir also penned down two "Shikar Nama" in the form of Mathnavi afterwards.

This article first presents a brief introduction of William Blane, then introduces his Account and contains the translation of above said document. A comparison of this account with Shikar Nama of Mir Taqi Mir also has been done in the introductory part of this article.

Keywords: William Blane, Asif-ul-Dowlah, Mir Taqi Mir, Hunting, Shikar Nama.

معلوم انسانی تاریخ کے ہر دور میں شکار کی ضرورت اور شوق، خاصا مشترک عنصر رہا ہے۔ بادشاہوں، سلاطین اور اہلِ اقتدار کے ہاں شکار کی مہمات متعدد دیگر مقاصد کے حصول کا ذریعہ بھی بنتی تھیں۔ یہاں ان کی

❁ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ زبان و ادبیاتِ اردو، پنجاب یونی ورسٹی، لاہور

تفصیل بیان کرنے کا محل نہیں ہے۔ ہندوستان میں بھی بادشاہوں، نوابوں، راجوں، مہاراجوں کے سال بھر کے معمولات میں شکار کی مہمات نمایاں اہمیت رکھتی تھیں۔ انگریزوں کے برصغیر میں قدم جمانے کے بعد جب مقامی حکمرانوں کا سیاسی وعسکری رسوخ ہر گزرتے روز کم ہو رہا تھا، تب بھی اس نوعیت کی مصروفیات اور مہمات ان کے معمول میں ضرور شامل رہتی تھیں گو کہ ان کے طریقے بدل گئے تھے۔ مغل بادشاہ کے نواب وزیر اور صوبہ اودھ کے عامل و ناظم، آصف الدولہ بھی شکار مہمات کا ڈول ڈالا کرتے تھے۔ ۱۷۸۵ء اور ۱۷۸۶ء کی ایسی ہی شکار مہمات میں ایک انگریز شکاری ولیم بلین (William Blane) بھی ان کے ساتھ شامل تھے۔ اپنے وطن واپس جا کر انھوں نے ان مہمات کی مجمل مگر جامع نوعیت کی روداد تحریر کی۔ اس روداد سے آصف الدولہ کے طریقِ شکار اور دورانِ شکار دیگر مشاغل کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس طرح یہ روداد ان معاملات میں ایک معاصر ماخذ کی نوعیت اختیار کر جاتی ہے۔

اس مضمون میں پہلے ولیم بلین کا مختصر تعارف پیش کیا جا رہا ہے۔ یہاں ان کی سوانح اور تصانیف سے متعلق دستیاب معلومات کو یک جا کر دیا گیا ہے۔ بعد ازاں ان کی تحریر کردہ رودادِ شکار سے اختصار کے ساتھ چند نمایاں نکات مستنبط کیے گئے ہیں۔ جیسا کہ آصف الدولہ کے دورانِ شکار معمولات، مصروفیات، طریقِ شکار، شکار مہم میں شامل مغل بادشاہ، شاہ عالم کے ولی عہد جواں بخت کے ساتھ ان کا سلوک و رویہ وغیرہ۔ اگلے حصے میں آصف الدولہ کی شکار مہمات کے حوالے سے منظوم کیے گئے میرؔ کے 'شکار نامۂ اوّل' اور ولیم بلین کی روداد کا مختصر سا تقابل بھی مضمون کا حصہ ہے۔ آخری حصے میں اس رودادِ شکار کا اردو ترجمہ بھی شامل کیا گیا ہے۔ ضمیمے کے طور پر انگریزی میں طبع شدہ روداد کے سرورق اور پہلے صفحے کا عکس، نیز ولیم بلین کی ایک اور کتاب *Cynegetica* میں ان شکار مہمات کے حوالے سے شامل ایک تصویر کا عکس بھی دیا جا رہا ہے۔

ولیم بلین کے بارے میں زیادہ معلومات میسر نہیں آتیں۔ حسب ونسب کی معلومات رکھنے والی دو معروف ویب گاہوں (thepeerage.com اور geni.com) میں درج معلومات سے پتا ملتا ہے کہ وہ ۱۷۵۰ء میں آئر شائر، اسکاٹ لینڈ میں پیدا ہوئے اور ۲۲؍نومبر ۱۸۳۵ء میں انتقال کر گئے۔ انھی مآخِذ کی مدد سے ان کے والدین، اہلیہ، اولاد وغیرہ کے ناموں کا اندازہ بھی ہوتا ہے۔ والد کا نام گِلبرٹ بلین (Gilbert Blane) اور والدہ کا نام ایگنس مک فادزن (Agnes McFadzen) تھا۔ ولیم بلین کی شادی ہونوریا نیونھم (Honoria Newnham) سے ہوئی۔ دونوں کی چار اولادیں ہوئیں۔ اوائل عمری میں ولیم بلین فولیجا پارک، ونک فیلڈ، برک

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

شائر انگلینڈ منتقل ہو گئے تھے۔ وہیں ان کا انتقال ہوا۔[۱]

ولیم بلین کے ایک بیٹے ولیم نیوھم بلین (William Newnham Blane)، ۱۷۹۹ء میں پیدا ہوئے۔ بعد کو ہزمیجسٹی رجمنٹ آف سکاچ گرے ز (His Majesty Regiment of Scotch Greys) میں لیفٹیننٹ ہو گئے۔ وہ ۲۳۔۱۸۲۲ء میں ریاست ہائے متحدہ امریکا اور کینیڈا کے دورے پر گئے اور واپسی پر اس دورے کی روداد بھی قلم بند کی جو *An Excursion through the United States and Canada during the years 1822-23* کے نام سے ۱۸۲۴ء میں شائع ہوئی۔[۲] جواں عمری میں ہی ۱۰/اکتوبر ۱۸۲۵ء کو شام کے شہر اللاذ قیہ میں انتقال کر گئے۔[۳]

ولیم بلین سے یادگار کتب میں سے جن کی موجودگی کی اطلاع ملتی ہے، ان کی فہرست یوں بنائی جا سکتی ہے:

1. (i) Essays on Hunting. Southampton, UK. 1781
(ii) Essays on Hunting. A Sportsman of Berkshire. Southampton, UK. 1782 (Second Edition)
2. An Account of the Hunting Excursions of Asoph ul Doulah. London. John Stockdale. 1788
3. Cynegetica or Essays on Sporting, consisting of Observations on Hare Hunting. London. John Stockdale. 1788

ثانی الذکر کتاب کو چھوڑ کر باقی دونوں کتب پر مصنف کے طور پر ولیم بلین کا نام نہیں درج کیا گیا۔ قرائن سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ دونوں کتب انھی کی ہیں یا ان کتب کی بیشتر محتویات انھی کی لکھی ہوئی ہیں۔ پہلی کتاب کی پہلی طباعت پر مصنف کا نام درج نہیں ہے جبکہ دوسری طباعت پر By a Sportsman of Berkshire کے الفاظ درج ہیں۔ جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے ولیم بلین پیدا تو آئر لینڈ میں ہوئے تھے لیکن بعد کو برک شائر ہی میں منتقل ہو گئے تھے۔ یہ موضوع بھی ان کی مہارت اور مشغلے سے جڑا ہوا تھا۔ پہلی کتاب کے بیشتر مندرجات تیسری کتاب میں بھی دہرائے گئے ہیں۔ نیز آصف الدولہ کی شکار مہمات کا احوال بھی تیسری کتاب میں ایک الگ حصے کی صورت میں شامل کیا گیا ہے۔ اس باعث اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ پہلی اور تیسری کتاب کے مصنف یا شریک مصنف بھی ولیم بلین ہی ہیں۔

ولیم بلین کے تصنیفی کاموں اور دیگر مشاغل سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ماہر شکاری تھے اور شکاریات کے نظریاتی پہلوؤں پر بھی خاصی نظر رکھتے تھے۔ یہی شوق انھیں ہندوستان بھی لایا اور وہ ۱۷۸۵ء اور ۱۷۸۶ء میں آصف الدولہ کی شکار مہمات میں شامل ہوئے۔ اب یہ نہیں معلوم کہ وہ آصف الدولہ کے علاوہ کسی اور نواب،

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

امیر، راجا، وغیرہ کے ہمراہ کسی شکار مہم پر گئے یا نہیں۔ اس روداد میں انھوں نے اپنے بارے میں محض چند سطور لکھی ہیں۔ جن میں کہا گیا ہے کہ وہ نواب سے درخواست کرتے تھے کہ انھیں معمولی ہمراہی کی حیثیت سے شکار قافلے کا حصہ رہنے دیا جائے نہ کہ خصوصی اہمیت اور درجہ دیا جائے۔ نیز یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ان کا ذاتی سامان اور قافلہ، کن اسباب اور سواریوں پر مشتمل تھا۔ ولیم بلین کی اس روداد سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اردو اور فارسی زبانوں کی اتنی شد بد رکھتے تھے کہ آصف الدولہ اور دیگر افراد سے مناسب حد تک گفتگو کر لیا کرتے تھے۔ نیز انھیں دربار کے آداب و رسومات کا بھی اندازہ تھا اور وہ اسے بجا لاتے تھے۔ لکھتے ہیں:

> As you may be curious to know what I dispose of myself in the party, I shall briefly mention it. I generally have two or three elephants of my own well caparisoned, and a double set of tents, one of which is always sent on with the Nabob's, so that I am entirely independent in respect to my equipage; and as both the Persian and Indostan languages are familiar to me, I mix a good deal in conversation with the Nabob and the gentlemen about him, and conform myself as much as possible to their manners and customs; and although I am desirous of being considered entirely on an equal footing with the native gentlemen about the court, yet the Vizier generally shews me particular marks of attention, by making me ride close to himself.(4)

آصف الدولہ کا نام مرزا یحییٰ خان اور عرفیت مرزا امانی تھی۔ شجاع الدولہ کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔ ۱۱۶۱ھ/ ۱۷۴۸ء کے اواخر میں امتہ الزہرا بیگم کے بطن سے پیدا ہوئے۔ شجاع الدولہ کے انتقال ۲۴/ ذی قعدہ ۱۱۸۸ھ/ ۲۹/ جنوری ۱۷۷۵ء کے بعد آصف الدولہ ان کے جانشین ہوئے۔ 'تاریخ اودھ' میں نجم الغنی رامپوری نے لکھا ہے کہ شجاع الدولہ کی تدفین بھی عمل میں نہ آئی تھی کہ آصف الدولہ کی مسند نشینی کی رسم عمل میں لائی گئی۔(۵) بائیس برس کی حکمرانی کے بعد ۲۸/ ربیع الاول ۱۲۱۲ھ/ ۲۰/ ستمبر ۱۷۹۷ء کو لکھنؤ میں وفات پائی۔(۶)

ولیم بلین کی اس رودادِ شکار سے ہمیں آصف الدولہ کے طریقِ سفر اور طریقِ شکار کا اندازہ ہوتا ہے۔ ولیم بلین نے تفصیل کے ساتھ اس ساز و سامان کا ذکر کیا ہے جو شکار کے لیے نکلتے وقت آصف الدولہ کے ہمراہ ہوا کرتا تھا۔ تقریباً دو ہزار ملازمین قافلے کے ساتھ ہوا کرتے تھے۔ ان شکار مہمات میں آصف الدولہ کے قافلے میں عیش و آرام کے متعدد اسباب بھی ہمراہ ہوتے تھے۔ مثلاً متعدد چھکڑوں پر پینے کا پانی لدا ہوتا تھا جو خاص دریائے گنگا

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

سے بھرا گیا ہوتا تھا۔ اس پانی کو ٹھنڈا رکھنے کے لیے برف کی موجودگی یقینی بنائی جاتی تھی۔ تازہ پھل اور سبزیاں روزانہ کی بنیاد پر نواب کے باغات سے ارسال کی جاتی تھیں۔ ولیم بلین لکھتے ہیں:

> Besides this catalogue for the sport, he carries with him every article of luxury or pleasure; even ice is transported along with him to cool his water, and make ices, and a great many carts are loaded with the Ganges water, which is esteemed the best and lightest in India, for his drink. The fruits of the season, and fresh vegetables, are sent to him daily from his gardens to whatever distance he may go, by laid bearers, stationed upon the road at the distance of every ten miles, and in this manner convey whatever is sent by them at the rate of four miles an hour, night and day.(7)

نیز جب نواب شکار تلاش کرنے کے لیے آگے بڑھتے تھے تو چلتا پھرتا دربار ان کے ساتھ ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ ان کے ہاتھی کے آس پاس گھوڑوں پر سوار سازندے اور گائیک موجود ہوتے تھے جو دورانِ سفر اپنے فن کا مظاہرہ کرتے جاتے تھے۔ لکھتے ہیں:

> His Highness always rises before day break, and after using the hot bath, he eats an English breakfast of tea and toast, which is generally over by the time the day is well broke. He then mounts his elephant, attended by all his household and Swary, and preceded by some musicians on horseback, singing, and playing on musical instruments.(8)

ولیم بلین کے شمار کے مطابق مہمات پر جانے والے قافلوں میں کوئی بیس ہزار سے زائد افراد شامل ہوا کرتے تھے۔ پانچ چھ سو گھوڑے اور چار پانچ سو ہاتھی بھی اس قافلے کا حصہ ہوتے تھے۔ ان کے علاوہ تین سو شکاری کتے، مختلف اقسام کے دو سو شاہین و باز و عقاب، چند ایک چیتے بھی ساتھ رکھے جاتے تھے۔ انھوں نے ان ہتھیاروں کا تذکرہ بھی کیا ہے جو شکار مہمات پر جاتے ہوئے ساتھ لے لیے جاتے تھے۔

غرض ایسی متعدد معلومات اس روداد سے ہمدست ہوتی ہیں جو عموماً کسی تاریخ کا حصہ نہیں بن سکتیں اور نہ ہی کسی معلوم معاصر ماخذ میں ان کا اندراج ہے۔ اس نکتے کے پیشِ نظر یہ روداد ہمیں اس آصف الدولہ کی شکار مہمات کا آنکھوں دیکھا اور مستند حال فراہم کرتی ہے۔

اس رودادِ شکار سے ہمیں آصف الدولہ اور مغل شاہزادے مرزا جواں بخت کے تعلقات کا بھی اندازہ ہوتا

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

ہے۔ اس امر کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ وزیر الممالک مغل بادشاہ کے بیٹوں کے ساتھ احترامات فائقہ اور رسوماتِ متعلقہ کا پورا پورا خیال رکھتے تھے۔ ولیم بلین کی اس وقائع نگاری میں دو مرتبہ مرزا جواں بخت کا ذکر آیا ہے۔ پہلی جگہ بالصراحت بتایا گیا ہے کہ شاہزادے سے مراد کون ہے؟ ایک جنگلی ہاتھی کے شکار کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

> In one of these charges, he struck obliquely upon the elephant which the Prince rode*, and threw him on his side, but fortunately passed on without offering farther injury to him. The Prince, by laying hold of the Howdah, kept himself in his seat, but the servant he had behind, and everything he had with him on the Howdah, was thrown off to a great distance.
>
> *This Prince was the Shaw Zadah eldest son to the Great Mogul, who had at this time taken refuge with the Vizier from the persecution of his father's minsters.(9)

دوسری جگہ ان رسومات و آداب اور مراتب کا تذکرہ ہے جو آصف الدولہ، مرزا جواں بخت سے ملاقات کے دوران بجالایا کرتے تھے۔ ولیم بلین لکھتے ہیں:

> When the Prince is with the Nabob upon the party, the etiquette observed in regard to him is this: as soon as the Nabob is mounted, he goes in front of the Prince's tent, and there waits till he is ready; as soon as his Royal Highness comes out of his tent, the Vizier pays his obeisance by making his elephant kneel down, and then makes three Salams to him. The Prince is then mounted upon his elephant, which is made to advance about eight to ten paces in front of the Nabob and the rest of the party, and in that station he marches on. When they arrive at the new camp, the Nabob attends him to the door of his tent, and then takes his leave; and this form he repeats regularly twice every day.(10)

یہاں مرزا جواں بخت کا مختصر تعارف کروانا قرینِ قیاس معلوم ہوتا ہے۔

مرزا جواں بخت ۱۱۶۶ھ/ ۵۳۔۱۷۵۲ء میں پیدا ہوئے۔(۱۱) ۱۷۶۰ء میں مغل بادشاہ عالمگیر ثانی کے قتل کے بعد جواں بخت کے والد مرزا عالی گہر، شاہ عالم ثانی کے لقب کے ساتھ تخت نشین ہوئے تو مرزا جواں بخت ولی عہد قرار پائے۔ ۱۷۶۴ء میں بکسر کی جنگ میں شکست کھا کر شاہ عالم الٰہ آباد میں قریب سات برس نظر بند

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

رہے۔ اس دوران مرزا جواں بخت، نجیب الدولہ کی معاونت سے دربار دہلی کے معاملات سنبھالتے رہے۔ والد کی واپسی کے بعد چند برس سکون سے گزرے۔ ۱۷۸۰ء کی دہائی کے آغاز میں حالات ان کے لیے دگرگوں ہو گئے اور دہلی میں رہنا مشکل تر ہو گیا۔(۱۲)

مرزا جواں بخت کی لکھنؤ آمد کا زمانہ ۸۴-۱۷۸۳ء کا ہے۔ نجم الغنی رام پوری نے معاصر تواریخ کی مدد سے لکھا ہے کہ ۱۱۹۸ھ/ ۸۴-۱۷۸۳ء میں مرزا جواں بخت نے گورنر جنرل وارن ہسٹینگز کو خط بھیجا کہ وہ دربارِ دہلی کے بگڑے ہوئے معاملات میں دخل دیں اور سلطنت کی بگڑتی حالت کو سدھاریں۔ اس مقصد کے لیے ایک خاص خدمت گار کو رقعہ دے کر کلکتہ روانہ کیا۔ گورنر جنرل نے جواب میں لکھا کہ میں کچھ مدت میں لکھنؤ آنے والا ہوں۔ اگر آپ اس نوعیت کی پیشکش میں سنجیدہ ہیں تو لکھنؤ آ جائیے۔ اس حوصلہ افزائی کے بعد مرزا جواں بخت نے لکھنؤ جانے کا عزم کر لیا۔ دہلی میں ان کی نقل و حرکت پر نظر رکھی جا رہی تھی۔ ایک رات، اندھیرے میں لال قلعے کی فصیل پر سے کمند لگا کر جمنا کی جانب اترے۔ ایک گوجر کی پیٹھ پر سوار ہو کر دریا عبور کیا۔ بچھراؤں، مراد آباد، رام پور اور بریلی سے ہوتے ہوئے لکھنؤ پہنچے۔(۱۳)

جواں بخت کے لکھنؤ پہنچنے پر آصف الدولہ اور وارن ہیسٹنگز نے گرم جوشی سے ان کا استقبال کیا اگرچہ بعضے رموزِ مملکت کی بنا پر دربارِ دہلی کی اصلاح کے حوالے سے معاونت پر تیار نہ ہوئے۔ آصف الدولہ نے گورنر جنرل کی ہدایت پر ان کا وظیفہ مقرر کر دیا۔ جلد ہی کچھ ایسے واقعات پیش آئے کہ آصف الدولہ کو مرزا جواں بخت کا لکھنؤ میں رہنا گوارا نہ ہوا۔ اس پر جواں بخت بنارس چلے گئے۔ اکبر آباد اور دہلی کے سفر بھی درپیش رہے مگر جلد ہی بنارس میں ۲۵ رشعبان ۱۲۰۲ھ/ یکم جون ۱۷۸۸ء کو انتقال کر گئے۔ مرزا جواں بخت شاعر بھی تھے۔ جہاں دار تخلص کرتے تھے۔ ایک دیوان بھی ان سے یادگار ہے جو وحید قریشی نے مرتب کر کے مبسوط مقدمے کے ساتھ، مجلس ترقی ادب، لاہور سے شائع کروا دیا تھا۔(۱۴)

دل چسپ پہلو یہ ہے کہ ولیم بلین جن شکار مہمات کا تذکرہ کر رہے ہیں، میر تقی میرؔ بھی انھی ایام میں آصف الدولہ کے دربار سے وابستہ تھے اور نواب کے ساتھ شکار مہم پر بھی گئے تھے۔ میرؔ کے کلیات میں دو شکار نامے بھی ان مہمات کی یادگار کے طور پر موجود ہیں۔ میرؔ کی لکھنؤ آمد اور آصف الدولہ کے دربار سے وابستگی کا ذکر، میر کے متعدد سوانح نگاروں کے ہاں سنین و تواریخ کے کسی نمایاں اختلاف کے بغیر ہی ملتا ہے۔ جمیل جالبی 'تاریخ ادب اردو'، جلد دوم میں لکھتے ہیں:

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

میرؔ، فروری -اپریل ۱۷۸۲ء کے مابین لکھنؤ پہنچے۔ اس سے قبل نواب سالار جنگ کے توسط سے آصف الدولہ انھیں لکھنؤ آنے کی دعوت دے چکے تھے۔ ۱۷۸۱ء میں سوداؔ کی وفات کے بعد آصف الدولہ بھی چاہتے تھے کہ میرؔ کو لکھنؤ بلا لیا جائے۔ اپنی وفات تک میرؔ لکھنؤ ہی میں رہے۔ گویا اس طرح قریب تیس برس لکھنؤ میں گزارے۔(۱۵)

لکھنؤ پہنچنے پر آصف الدولہ نے میرؔ کا وظیفہ مقرر کر دیا اور میرؔ کبھی کبھار دربار میں بھی جانے لگے۔ لکھنؤ دربار سے وابستگی کے کچھ عرصے بعد ہی آصف الدولہ، میرؔ کو اپنی شکار مہمات پر ساتھ لے گئے۔ اسی تسلسل میں 'ذکرِ میرؔ' میں میرؔ نے اختصار کے ساتھ آصف الدولہ کے ساتھ دو شکار مہمات پر جانے کا ذکر کیا ہے۔ اصل فارسی عبارت کا ترجمہ نثار احمد فاروقی کے قلم سے یوں ہے:

> یہاں فقیر نواب عالی منزلت [آصف الدولہ] کے ساتھ ہے اور ان کی دعا گوئی میں بسر کر رہا ہے۔ بندگانِ عالی شکار کے لیے بہرائچ تک گئے۔ میں بھی رکاب میں تھا۔ ایک شکار نامہ موزوں کیا۔ دوبارہ پھر شکار کے لیے سوار ہوئے اور کوہِ شمالی [ہمالیہ] کے دامن تک تشریف لے گئے۔ اگرچہ لوگوں نے اس دور دراز سفر کے نشیب و فراز سے بڑی زحمتیں اٹھائیں مگر انھوں نے ایسی فضا، ایسی ہوا اور ایسا شکار کبھی نہ دیکھا تھا۔ تین مہینے کے بعد اپنے دارالقرار [لکھنؤ] میں آئے۔ فقیر نے دوسرا شکار نامہ کہہ کر حضور میں پڑھا۔ [نواب صاحب نے] شکار نامے کی غزلوں میں سے دو غزلیں انتخاب فرمائیں۔ بنفسِ نفیس ان کو مخمس کیا، ایسی خوبی سے جو ہونی چاہیے۔ ایک زمین میں غزل پسند آئی، اس میں دوسری غزل کی فرمائش کی۔ خدا کے فضل سے وہ بھی موزوں ہو گئی۔ زبانِ مبارک سے تعریف فرمائی اور سخن وری کی داد دی۔(۱۶)

رام بابو سکسینہ نے میرؔ کے لکھنؤ قیام کے دوران آصف الدولہ کے ساتھ شکار مہمات پر جانے کا ذکر بھی کیا ہے، جو 'ذکرِ میرؔ' میں دی گئی معلومات سے ماخوذ ہے۔ لکھتے ہیں:

> میرؔ صاحب نے لکھنؤ میں زندگی آرام کے ساتھ بسر کی۔ نواب آصف الدولہ جب شکار کے لیے بہرائچ گئے تو میرؔ صاحب بھی ہم رکاب تھے۔ اس کی یاد میں شکار

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

نامہ موزوں کیا۔ دوسری دفعہ نواب کوہِ شمالی کے دامن تک گئے۔ انھوں نے دوسرا شکار نامہ کہہ کر حضور میں پیش کیا۔ اس شکار نامہ کی دو غزلوں کی نواب نے بطور مخمس تضمین فرمائی۔(۱۷)

میرؔ کے پہلے شکارنامے کا آغاز ان اشعار سے ہوتا ہے:

چلا آصف الدولہ بہرِ شکار نہادِ بیاباں سے اٹھا غبار
روانہ ہوئی فوج دریا کے رنگ لگا کانپنے ڈر سے شیر و پلنگ
طیور آشیانوں سے جانے لگے وحوش اپنی جانیں چھپانے لگے(۱۸)

میرؔ کے پہلے شکارنامے اور ولیم بلبین کی روداد میں مندرج ایک واقعہ مشترک نظر آتا ہے۔ ’شکار نامۂ اول‘ میں ایک جگہ پر میرؔ نے ایک ہاتھی کے شکار ہونے کا منظر باندھا ہے۔ ولیم بلبین کے ہاں بھی پہلی شکارمہم کے احوال میں ایک ہاتھی کے شکار کا ذکر آ گیا ہے۔ تقابل کی غرض سے یہاں دونوں مقامات سے اقتباسات نقل کیے جا رہے ہیں۔ میرؔ کا انداز شاعرانہ ہے اور اختصار پایا جاتا ہے۔ لکھتے ہیں:

پہاڑ ایک ہاتھی مقابل ہوا بزور آمد و شد کا حائل ہوا
جٹے دونوں وے دیو میدان میں اٹھا شورِ محشر بیابان میں
جہاں دونوں فیلوں کی تھی سر زنی شتر مرغ سے واں نہ ہو پر زنی
جو اس مار کھانے پہ اکڑا رہا کئی روز رسّوں میں جکڑا رہا
رہے کس طرح پھٹ گیا تھا جگر مُوا دوپہر میں لہو مُوت کر
مگر سرکشی سے نہ اپنی ہٹا نہ میدان میں ٹک دبا ٹک گھٹا
اشارہ ہوا اس کے چورنگ کا سبھوں کو ارادہ ہوا جنگ کا
برسنے لگا مینھ تیروں کا زور ہوا فیل باراں کا جنگل میں شور
لگی پڑنے بجلی سی تیغ سیاہ پریشاں ہو جیسے ابرِ سیاہ
نہایت وہ ہاتھی ہوا لخت لخت گرا یوں کہ جیوں پارۂ کوہ سخت
رکھا لا کے لشکر میں اثنائے راہ سر اس کا کٹا جیسے برج سیاہ
رہے کہتے اس دن عجب سب ہے یہ سرِ فیل ہے یا سر شب ہے یہ(۱۹)

ولیم بلبین کے ہاں ایک ماہر روداد نگار کی طرح یہ واقعہ قدرے مفصل انداز میں بیان ہوا ہے۔ لکھتے ہیں:

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

I was present two years ago at the chace of a wild elephant of prodigious size and strength. The plan first followed, was to endeavour to take him alive by the assistance of the tame elephants, who try to surround him, whilst he was kept at bay by fire-works, &c. but he always got off from them, notwithstanding the drivers upon some of the tame elephants got to near a to throw noozes of very strong ropes over his head, and endeavoured to detain him by fastening them round trees, but he snapped them like packthread, and held on his way towards the forest. The Nabob then ordered some of the strongest and most furious of his fighting elephants to be brought up to him. As soon as one of them came near him, he turned and charged him with dreadful fury; so much so, that in the struggle with one of them, he broke one of his tusks by the middle, and the broken piece (which was upwards of two inches in diameter, of solid ivory) flew up in the air several yards above their heads. Having repelled the attacks of the fighting elephants, he pursued his way with a slow and sullen pace towards his cover. The Nabob then seeing no possibility of taking him alive, gave orders for killing him. An incessant fire from match-locks was immediately commenced upon him from all quarters, but with little effect, for he twice turned round and charged the party. In one of these charges, he struck obliquely upon the elephant which the Prince rode, and threw him on his side, but fortunately passed on without offering farther injury to him. The Prince, by laying hold of the Howdah, kept himself in his seat, but the servant he had behind, and everything he had with him on the Howdah, was thrown off to a great distance.

At last our grisly enemy was overpowered by the number of bullets showered upon him from all sides, and he fell dead, after having received, as was computed, upwards of one thousand balls in his body; he had carried us a chace of eight or ten miles after him, and afforded us sport from morning till twelve o' clock.(20)

ذیل میں ولیم بلین کی لکھی ہوئی شکار مہم کی روداد کا اردو ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے۔ اصل صورت میں یہ کتابچہ

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

چھوٹی تقطیع کے ۲۰ رصفحات کومحیط ہے۔ فی صفحہ ۲۵ رسطور ہیں۔ ہر صفحے کے اختتام پر مخطوطات کی مانند ترک کا اہتمام کیا گیا ہے۔ مصنف نے شکارمہم کے احوال کے آخر پر چند ایک مقامی الفاظ کی توضیح بھی بہ صورتِ فرہنگ شامل کی ہے۔ اسے بھی متن کے ترجمے کے بعد درج کر دیا گیا ہے۔ ترجمے کے اختتام پر اس روداد کی پہلی اشاعت کے سرورق اور پہلے صفحے کا عکس بھی شامل کیا گیا ہے۔ بعدازاں اس روداد کی دوسری اشاعت، جو ولیم بلین کی کتاب *Cynegetica* کا حصہ تھی، سے اسی مہم سے متعلق ایک قلمی تصویر کا عکس بھی دیا جا رہا ہے۔ تصویر کے نیچے دیے گئے ناموں سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ قلمی تصویر انگریز مصور تھامس سٹوتھرڈ (Thomas Stothard) (۱۷/ اگست ۱۷۵۵ء۔ ۲۷/ اپریل ۱۸۳۴ء) کے مُوقلم کا نتیجہ ہے جبکہ جیمز ہیتھ (James Heath) (۱۹/ اپریل ۱۷۵۷ء۔ ۱۵/ نومبر ۱۸۳۴ء) نے اسے کندہ کر کے طباعت کے لیے تیار کیا۔

آصف الدّولہ کی شکارمہم کا ایک احوال

وزیر ہمیشہ اپنی سالانہ شکارمہم کا ڈول اس وقت ڈالا کرتے ہیں جب جاڑے خوب قدم جما چکے ہوں۔ یہ سلسلہ دسمبر کے آغاز سے شروع ہوتا ہے اور مارچ کے مہینے میں گرمیوں کے آغاز تک جاری رہتا ہے۔ اس دوران وہ عام طور پر اپنے ملک کا چار سے چھ سو میل کا سفر کرتے ہیں۔ اس سفر کا خاتمہ شمالی پہاڑوں کی جانب جا کر ہوتا ہے، جہاں کا علاقہ غیر کاشت شدہ اور ویران ہے۔ جب وہ سفر کا آغاز کرتے ہیں تو اپنے ساتھ صرف زنانہ اور گھریلو سامان لے کر نہیں چلتے بلکہ ان کے ساتھ دربار کے تمام لوازمات اور دارالحکومت کے خاصے باشندے بھی ہوتے ہیں۔ اس دوران ان کی خدمت کو فوری تیار ملازمین کے علاوہ متعدد خدمت گار، فراش، چوب دار، ہرکارے، میواتی وغیرہ بھی ساتھ ہوتے ہیں، جن کی تعداد تقریباً دو ہزار تک پہنچ جاتی ہے۔

شاہی خرگاہ پانچ چھ سو گھوڑوں اور باقاعدہ فوج کے سپاہیوں کی خاصی بڑی تعداد پر مشتمل ہوتی ہے۔ ان کی توپیں بھی ساتھ ہوتی ہیں۔ تقریباً چار پانچ سو ہاتھی بھی ہوتے ہیں، جن میں کچھ سواری کے واسطے، کچھ لڑائی کے لیے، کچھ باربرداری کے لیے اور کچھ شکار کے راستے میں جنگل صاف کرنے کے لیے ساتھ لیے جاتے ہیں۔ سواری کی خاطر ساتھ لیے گئے ہاتھی، تعداد میں بیس یا تیس تک ہوتے ہیں جن پر جھولیں پڑی ہوتی ہیں اور عماریاں اور ہودے رکھے ہوتے ہیں۔ یہ ہاتھی اس ہاتھی کے پیچھے چلتے ہیں جس پر وزیر سوار ہوتے ہیں۔ نیز وہ سواری کے لیے ان میں سے کوئی بھی ہاتھی منتخب کر سکتے ہیں۔ کبھی کبھی وہ اپنے درباریوں میں سے بھی کسی کو ان ہاتھیوں پر سواری کی دعوت دیتے ہیں۔ وہ اپنے ساتھ پانچ چھ سو، باربردار گھوڑے بھی رکھتے ہیں۔ ان میں سے

ISSN: 2519-6332 (Print),   ISSN: 2708-1915 (Online)

بہت سے کاٹھی سمیت تیار حالت میں، ان سے قریب چلتے ہیں۔ ان میں بہت سے خوب صورت ایرانی النسل گھوڑے ہوتے ہیں اور چند ایک عربی النسل بھی لیکن وہ بہت ہی کم ان میں سے کسی پر سواری کرتے ہیں۔

پہیہ دار گاڑیوں میں بہت بڑی تعداد اس ملک میں بہت مستعمل، بیل گاڑیوں کی ہوتی ہے، جو اصولی طور پر خواتین کی سواری کے لیے ہیں۔ ان کے ساتھ ساتھ انگریزی انداز کی دو گھوڑا گاڑیاں، دو ایک بگھیاں اور کبھی کبھی ایک رتھ بھی ہوتا ہے لیکن گھوڑوں کی طرح یہ گاڑیاں بھی عموماً استعمال میں نہیں آتیں۔ حقیقت میں، وزیر ہاتھی کے علاوہ کسی سواری کو شاذ ہی استعمال کرتے ہیں۔ اگر کبھی طبیعت ناساز ہو یا تھکے ہوں تو عموماً پالکی کام میں لائی جاتی ہے۔

جو ہتھیار ان کے ساتھ ہوتے ہیں، ان میں بڑی تعداد میں توڑے دار بندوقیں اور انگریزی انداز کے کئی ہتھیار، جیسے چالیس یا پچاس جوڑے پستول (جن کے وہ بہت شوقین ہیں) ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ لاتعداد تیر، کمانیں، کئی قسم کی تلواریں اور خنجر بھی ہوتے ہیں۔ ان سب ہتھیاروں میں سے ایک آدھ ہتھیار، ہاتھی پر ان کے پاس بھی ہوتے ہیں۔ باقی ہتھیار تیار حالت میں ان کے ہمراہ چلنے والوں کے پاس ہوتے ہیں۔

جو جانور شکار کے لیے ساتھ رکھے جاتے ہیں، ان میں تقریباً تین سو کتے، زیادہ تر گرے ہاؤنڈز، دو سو مختلف اقسام کے شاہین و باز و عقاب، چند ایک تربیت یافتہ چیتے ہرنوں کے شکار کے لیے اور میں اس فہرست میں بڑی تعداد میں موجود ماہر نشانہ باز شکاریوں کا بھی اضافہ کر سکتا ہوں، جن کا کام ہرنوں کو نشانہ بنانا ہے اور چڑی مار، جو پرندوں کو شکار کرتے ہیں۔ ہندوستانیوں میں کوئی ایسا نہیں ہے جس کو چھرّوں یا سست رفتار ہاؤنڈز کے ساتھ شکار کا علم ہو۔ ان کے ساتھ کئی طرح کے جال بھی ہوتے ہیں۔ کچھ بٹیر پکڑنے کو اور خاصے بڑے جال ہاتھیوں پر لدے ہوئے، مچھلیاں پکڑنے کو، کہ دوران سفر جہاں کہیں کوئی جھیل یا دریا نظر آ جائے۔

شکار کے لیے ہمراہ لوازمات کی اس فہرست کے علاوہ، وزیر کے ساتھ عیش و آرام کے بھی سامان ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ برف بھی جو پانی کو ٹھنڈا رکھے اور ٹھنڈے شربت تیار کرے۔ متعدد چھکڑوں پر ان کے پینے کے لیے گنگا کا پانی لدا ہوتا ہے، جو ہندوستان میں سب سے اچھا اور لطیف پانی سمجھا جاتا ہے۔ شاہی باغات سے ان کے لیے روزانہ کی بنیاد پر موسمی پھل اور تازہ سبزیاں روانہ کی جاتی ہیں، چاہے وہ کتنے بھی فاصلے پر ہوں۔ یہ کام مختلف قاصد انجام دیتے ہیں جو سڑکوں پر ہر دس میل کے فاصلے پر تعینات ہوتے ہیں۔ جو کچھ بھی ان کے ذریعے پہنچانا مقصود ہو، دن ہو یا رات، وہ چار میل فی گھنٹہ کے حساب سے اپنا سفر مکمل کرتے ہیں۔

شکاری ہاتھیوں، جن کا ذکر میں کر چکا ہوں، کے علاوہ، وہ اپنے ساتھ بڑی تعداد میں ہرن، سانڈ، مینڈھے رکھتے ہیں۔ ان کے خیمے کے ہمراہ پنجروں میں سیکڑوں کبوتر، کچھ لڑاکا مرغ، لاتعداد اقسام کی بلبلیں، توتے،

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

مینائیں بھی ہوتی ہیں۔ یہاں تک میں جو کچھ گِنوا چکا ہوں، وہ سب نواب کے ذاتی سامان کا حصہ ہے۔ اس کے ساتھ ایک بہت بڑا بازار، جسے دوسرے لفظوں میں چلتا پھرتا شہر بھی کہہ سکتے ہیں، جس میں کئی دکان دار، کاریگر، پیسے بھنانے والے، ناچنے والیاں اور دیگر لوگ ہوتے ہیں، اس کے قافلے کے ساتھ رہتا ہے۔ پورے قافلے میں بہت احتیاط کے ساتھ بھی اگر شمار کیا جائے تو بیس ہزار سے کم کیا لوگ ہوں گے۔

نواب کے دربار کے عموماً بیس سے تیس شرفا، شکار مہم میں ساتھ رہتے ہیں۔ یہ ان کے دیگر اشغال کے ساتھی بھی ہوتے ہیں۔ بیشتر شرفا مختلف درجوں میں نواب کے خاندان ہی سے ہوتے ہیں۔ دیگر، ہندوستان کے قدیم اشرافی خاندانوں سے ہوتے ہیں یا وہ، جنھیں جاگیروں سے نوازا گیا ہوتا ہے۔ ان سبھی کو اپنے لیے ہاتھیوں، گھوڑوں، پالکیوں وغیرہ کا مختصر سا انتظام رکھنے کی اجازت مرحمت ہوتی ہے۔ نواب اور ان کے قریبی ساتھیوں کے لیے خیموں اور قیام کا دوہرا بندوبست ساتھ چلتا ہے، جو ایک دن پہلے ہی آگے بھیج دیا جاتا ہے جہاں اگلے روز قیام کا ارادہ ہو۔ تاکہ جب نواب دن چڑھے جلد ہی شکار سے فارغ ہو جائیں تو ان کی قیام گاہ اپنے تمام لوازمات کے ساتھ اس کا استقبال کرنے کو تیار ہو۔ اگلا قیام عموماً آٹھ یا دس میل کے فاصلے پر ہوتا ہے۔ وہ کسی بھی سمت میں ہوسکتا ہے، جس طرف بھی شکار کا بہتر موقع ہو۔

عالی جناب ہمیشہ دن کا اجالا ہونے سے پہلے ہی جاگ جاتے ہیں۔ گرم پانی سے نہانے کے بعد وہ انگریزی انداز کا ناشتہ کرتے ہیں جس میں چاے اور توس شامل ہیں۔ یہ وقت عام طور پر اجالا پھیل جانے کے بعد کا ہوتا ہے۔ اس کے بعد وہ ہاتھی پر سوار ہوتے ہیں، سواری کے تمام لوازمات ہمراہ رہتے ہیں۔ اس دوران گھوڑوں پر سوار سازندے مختلف ساز بھی بجاتے ہوئے سواری کے ہمراہ ہوتے ہیں۔ اس کے بعد وہ شاہی قیام گاہ کے دیگر حصوں کی جانب بڑھتے ہیں جہاں ان کے درباری کورنش بجا لاتے ہیں۔ بعد ازاں وہ بھی اپنے ہاتھیوں پر سوار ہوتے ہیں اور ایک چلتا پھرتا دربار اپنا سفر شروع کرتا ہے۔ شکار کی تلاش کی جاتی ہے اور خوش گپیاں بھی جاری رہتی ہیں۔ قافلے سے آگے چلنے والے کثیر تعداد میں شکاری کتے راہ میں خرگوشوں، لومڑیوں، گیدڑوں اور کہیں کہیں ہرنوں کا شکار کرتے ہوئے بڑھتے جاتے ہیں۔ جب پرندوں کے اور آبی شکار کا خیال ہو تو باز قافلے سے آگے آگے لے جائے جاتے ہیں اور مناسب مقام پر انھیں آزاد کر دیا جاتا ہے۔ وہ، اور شکاری عقاب بڑی تعداد میں کئی اقسام کے تیتر، بٹیر، تلور، بگلے شکار کرتے ہیں۔

نواب، ہاتھیوں کو باقاعدہ قطار بند رکھنے سے متعلق خاصے حساس ہیں کیوں کہ اس طرح پیش قدمی کرنے سے شکار کے بچ نکلنے کا امکان نہیں رہتا، حالاں کہ یہ قطار بہت طویل ہوتی ہے۔ اس دوران چند گھوڑے ہاتھیوں

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

کے پہلوؤں میں کچھ فاصلے پر چلتے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ تین چار گھڑسواروں کی ٹکڑیاں، ہاتھیوں کے مابین فاصلے میں موجود رہتی ہیں اور کچھ ٹکڑیاں ہاتھیوں سے آگے اور باز برداروں سے پیچھے ہوتی ہیں۔ یہ ٹکڑیاں شکاری کتوں کی مدد کو بھی آتی ہیں جنھیں ہرنوں پر چھوڑا جاتا ہے۔ کبھی کبھی یہ گھڑسوار شکاری کتوں کے بغیر شکار کے پیچھے گھوڑے ڈال دیتے ہیں، جب پکارا جاتا ہے: بارہ سنگھا! کبھی کبھی جنگلی سؤروں کا شکار شروع ہو جاتا ہے۔ انھیں یا تو گولی سے نشانہ بنایا جاتا ہے یا شکاری کتوں اور گھڑسواروں کی مدد سے شکار کیا جاتا ہے۔

جب کبھی کسی شیر کی موجودگی کی خبر ملتی ہے تو یہ بہت شادمانی کا لمحہ ہوتا ہے۔ یہ شکار کا سب سے نمایاں حصہ ہوتا ہے۔ شکار کی تمام تر مہم کا اہتمام اسی لمحے کے لیے ہی ہوتا ہے۔ خبر ملتے ہی اس کے تعاقب کی تیاریاں تیزی سے شروع کر دی جاتی ہیں۔ سب ہاتھیوں کو اکٹھا کیا جاتا ہے۔ جس قدر افراد اُن کی پیٹھ پر سوار ہو سکیں، ہو جاتے ہیں۔ باقیوں کو، خواہ پا پیادہ ہوں یا گھڑسوار، پیچھے چھوڑ دیا جاتا ہے۔ ہاتھی قطار بند ہو کر ایک قاعدے سے آگے بڑھتے ہیں۔ نواب اور شکار کے ساتھی آتشیں اسلحہ بالکل تیار رکھتے ہیں۔ شیر عموماً بہت لمبی گھاس یا نرکل، جو بعضے ہاتھی کے قد سے بھی بلند ہوتی ہے، میں پوشیدہ ہوتا ہے۔ ایسی جگہ اسے تلاش کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ دوسری طرف اس صورت حال میں شیر بھی خاصی کوشش کر کے اپنے آپ کو چھپاتا ہے۔ وہ تب تک نہیں ظاہر ہوتا جب تک کہ ہاتھی اس کے اوپر نہ پہنچ جائیں۔ تب وہ دھاڑتا ہے یا مزید پوشیدہ رہنے کی کوشش کرتا ہے مگر جیسے ہی دِکھتا ہے اسے گولی ماری جاتی ہے۔

عام طور پر نواب کی خاطر رکھنے کو یہ کہا جاتا ہے کہ اس پر پہلے گولی نواب نے ہی چلائی تھی۔ شیر، اگر زیادہ زخمی نہ ہو جائے تو پوشیدہ رہنے کی مزید کوشش کرتا ہے۔ ہاتھیوں کی قطار اس کا پیچھا کرتی ہے اور جیسے ہی وہ دِکھے، نواب اور اس کے ساتھی اس پر گولی چلاتے ہیں، یہاں تک کہ وہ بے دم ہو کر گر جاتا ہے۔ کبھی اگر کہیں اس کے آرام کرنے کے مخصوص مقام کی خبر ملے، تب ہاتھیوں کو دائرے کی شکل میں آگے بڑھایا جاتا ہے۔ اس صورت میں شیر جب جاگتا ہے تو گونجتے ہوئے، بہت اچانک، عموماً سب سے قریب ہاتھی پر حملہ کرتا ہے اور اس پر دانت گاڑ دیتا ہے یا پنجے کے ناخنوں سے اس کی جلد چیر دیتا ہے۔ اس صورت میں جیسے ہی وہ خود کو ظاہر کرتا ہے، اس پر متعدد گولیاں برسائی جاتی ہیں۔ اگرچہ یہ بہت کم ہوتا ہے کہ اس کی ایک صاف جھلک نظر آئے۔ اس دوران ہاتھی تمام وقت بہت خوف زدہ رہتے ہیں، چنگھاڑتے ہیں اور ان کی آوازوں میں خوف کی دہشت سنی جا سکتی ہے۔

یہ صورت حال اس وقت شروع ہو جاتی ہے جب انھیں شیر کی بُو آ جائے یا وہ اس کی دھیمی غرّاہٹ سن لیں۔ تب وہ اس جگہ سے واپس مڑنے کی پوری کوشش کرتے ہیں، جہاں شیر کے ہونے کا اندازہ ہو۔ پھر بھی ان

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

میں سے چند ایک شیر پر حملے کے لیے بڑھتے رہتے ہیں۔ اپنی سونڈ اور دانتوں کی مدد سے اس پر حملہ کرتے ہیں یا اپنے گھٹنوں اور پیروں تلے دبا کر مارتے ہیں۔ اگر ایک شیر مارا جائے تو یہ شکار کے لیے ایک اچھا دن مانا جاتا ہے لیکن کبھی کبھار دو یا تین یا اس سے بھی زیادہ شیر بھی مارے جاتے ہیں، اگر وہ کسی شیرنی اور اس کے بچوں سے دوچار ہو جائیں۔

اس کے بعد نواب آگے کی طرف بڑھتے ہیں اور کسی نئے مقام پر خیمے گاڑے جاتے ہیں۔ ہر دن ہی آگے بڑھنے اور شکار کرنے کا سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ کبھی کبھار کوئی مقام پسند آ جائے تو وہ دو ایک دن کے لیے قیام پذیر ہو جاتے ہیں لیکن ایسا اکثر نہیں ہوتا۔ جب وہ اپنی قیام گاہ میں داخل ہوتے ہیں تو کوئی گیارہ یا بارہ بجے (صبح) کا وقت ہوتا ہے۔ تب وہ کھانا کھاتے ہیں اور گھنٹہ دو کے لیے سو جاتے ہیں۔ سہ پہر میں دوبارہ ہاتھی پر سوار ہوتے ہیں اور قافلے کی قیام گاہ کے گرداگرد چکر لگاتے ہیں۔ اس دوران شکاری کتے اور باز، ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔ کبھی کبھار وہ ہاتھیوں کی لڑائی، نشانہ اندازی یا دیگر مشاغل سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ ان مشاغل کا سلسلہ پوری شکار مہم کے دوران بلاتعطل کے جاری رہتا ہے۔

نواب کی شکار مہم میں جنگلی ہاتھی، سانڈ اور گینڈے بھی شکار ہوتے ہیں۔ میں بھی دو سال قبل ایک مہیب جنگلی ہاتھی کے تعاقب کے وقت وہاں موجود تھا۔ پہلے جس منصوبے پر عمل کیا گیا، اس کے مطابق اسے سدھائے گئے ہاتھیوں کے ذریعے زندہ پکڑنا تھا۔ اسے گھیرنے کی کوشش کی گئی۔ آتش گیر مواد کی مدد سے گھیر کر ایک طرف محصور کر دیا گیا مگر وہ پلاّ چھڑا جاتا تھا۔ پھر قریب جا کر سدھائے گئے کچھ ہاتھیوں کے مہاوتوں نے بہت مضبوط رسّوں کی کمندیں اس کے سر پر پھینکیں اور انھیں مضبوط درختوں کے تنوں سے باندھنے کی سرتوڑ کوشش کی لیکن وہ انھیں تڑا گیا اور جنگل کی طرف نکل گیا۔ نواب نے حکم دیا کہ بہت طاقت ور، لڑاکے اور غصیلے ہاتھیوں کو اس کے پیچھے بھیجا جائے۔ جلد ہی ان میں سے ایک اس کے قریب پہنچ گیا۔ جنگلی ہاتھی پیچھے کو مڑا اور ایک زوردار چنگھاڑ کے ساتھ تعاقب کرنے والے ہاتھی پر حملہ کیا۔

اسی کشمکش میں اس کا ایک دانت درمیان میں سے ٹوٹ گیا اور ٹوٹا ہوا ٹکڑا (جو دو انچ قطر سے بھی زیادہ کا تھا) ہوا میں اڑتا ہوا دونوں کے سروں پر سے ہوتا ہوا کئی گز دور جا گرا۔ حملہ آور ہاتھیوں کو دور ہٹاتے ہوئے، وہ ہولے ہولے اپنی کمین گاہ کی طرف چلا گیا۔ نواب نے جب دیکھا کہ اسے زندہ پکڑنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تو اسے ہلاک کرنے کا حکم دیا۔ بغیر کسی توقف کے اس پر چاروں طرف سے گولیاں برسائی گئیں۔ اس پر بھی وہ دو مرتبہ پیچھے کو مڑا اور حملہ آور ٹکڑی پر حملہ کیا۔ ایک مرتبہ تو اس نے اس ہاتھی پر حملہ کیا جس پر شاہزادہ (مغل

شہنشاہ کا سب سے بڑا بیٹا، جو ان دنوں درباری امرا کی سازشوں کے سبب، وزیر کے ہاں پناہ لیے ہوئے تھا) سوار تھا اور اسے ایک طرف کو پھینک دیا لیکن خوش قسمتی سے اسے کوئی نقصان پہنچائے آگے کو نکل گیا۔ شاہزادہ تو ہودج میں اپنی نشست پر جما بیٹھا رہا مگر جو خدمت گار اس کے عقب میں تھا، نیز جو سامان ہودج میں تھا، بہت دور جا گرا۔ آخر کار چاروں طرف سے کئی گولیاں برسا کر خوف ناک دشمن پر فتح پا لی گئی اور وہ بے دم ہو کر گر گیا۔ بعد میں دیکھا گیا کہ اس کے جسم پر ایک ہزار سے زائد چھرّے ثبت تھے۔ ہمیں اس کا آٹھ سے دس میل تک تعاقب کرنا پڑا، اور ہمیں اس کے شکار میں صبح سے لے کر دوپہر تک کا وقت لگ گیا۔

آنے والے برس میں، نواب نے اکٹھے پندرہ ہاتھیوں کا شکار کیا۔ ان ہاتھیوں کو پہلے ایک تنگ وادی کی طرف ہنکایا گیا جس کے اختتام پر عمودی چٹانیں استادہ تھیں۔ جب وہ وہاں پہنچے تو درختوں، پتھروں، مٹی کی مدد سے پیچھے کا راستہ بند کر کے انھیں محصور کر دیا گیا۔ بہت دنوں بھوکے رہنے سے جب وہ خاصے کمزور ہو گئے تو سدھائے گئے ہاتھیوں کی مدد سے انھیں زندہ پکڑ لیا گیا۔

جنگلی سانڈ کا شکار بھی ہاتھیوں پر سوار ہو کے، گولیاں برسا کر کیا جاتا ہے لیکن وہ بہت تیز دوڑتا ہے۔ اس باعث اسے پکڑنا خاصا مشکل ہوتا ہے۔ اور شکاری کتے بھی نہیں ہوتے جو اس پر حملہ کر سکیں۔ گھڑسوار اس کے پیچھے پیچھے جاتے ہیں کہ وہ اسے روکنے یا واپس پھیرنے کی کوشش کریں لیکن وہ اس کے قریب جانے کی ہمت نہیں کرتے کیوں کہ اس صورت میں سانڈ ان پر جھپٹتا ہے اور گھوڑے کو سینگوں کی مدد سے بآسانی اٹھا پھینکتا ہے۔ جب کسی طور اسے کہیں نکلنے کا موقع نہیں ملتا تب ہاتھی آگے آتے ہیں۔ اس پر گولیاں برسائی جاتی ہیں۔ ان میں سے کچھ سانڈ خاصے زورآور، مہیب جثے والے اور دِکھنے میں بہت خوف آور ہوتے ہیں۔ وہ جنگلوں میں زبردست بن کر رہتے ہیں یہاں تک کہ بڑے سے بڑا شیر بھی ان پر حملہ کرنے سے دبکتا ہے۔

میں نے کبھی گینڈے کا شکار ہوتے نہیں دیکھا حالاں کہ ان میں سے متعدد نواب کے راستے میں پڑتے تھے۔ عموماً وہ بہت گھنے جنگلوں میں ہوتے ہیں، جہاں ان کا پیچھا کرنا، ناممکن ہوتا ہے۔ جب کبھی انھیں قابو کرنا ممکن ہو تو ہاتھیوں پر ان کا شکار کیا جاتا ہے مگر یہ کسی بھی قسم کے شکار کے مقابلے میں بہت مشکل اور خطرناک شکار ہوتا ہے۔ ہاتھی بھی اس کے مقابلے میں محفوظ نہیں ہے کیوں کہ اگر وہ ہاتھی پر حملہ کر دے تو اپنے سینگ سے اسے چیر دیتا ہے اور ہاتھی موقعے پر ہی مر جاتا ہے۔ آنکھوں، کانوں کے درمیان کے سر کے حصے اور کاندھے سے قریب سینے کے مختصر حصے کو چھوڑ کر، اس کے جسم پر کہیں بھی مسکٹ (Musket) کی بڑی سے بڑی گولی بھی اثر نہیں کرتی۔

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

مہم کے دوران جب کبھی شاہزادہ،نواب کے ہمراہ ہوں تو ان کے احترام کے تمام آداب بجا لائے جاتے ہیں۔ جیسے ہی نواب ہاتھی پر سوار ہوتے ہیں، سیدھا شاہزادے کی قیام گاہ کے سامنے پہنچتے ہیں اور تب تک انتظار کرتے ہیں جب تک وہ تیار نہ ہو جائیں۔ جب ہز رائل ہائینس (His Royal Highness) خیمے سے باہر آتے ہیں تو نواب اپنی تابع فرمانی کا اظہار اس طور کرتے ہیں کہ ان کا ہاتھی گھٹنا ٹیک کر تین مرتبہ آداب بجا لاتا ہے۔ تب شاہزادہ اپنے ہاتھی پر سوار ہوتے ہیں۔ شاہزادے کا ہاتھی،نواب کے ہاتھی اور باقی جلوس سے آٹھ دس قدم آگے رہتا ہے۔ انھی مراتب کے ساتھ آگے بڑھا جاتا ہے۔ جب نئی قیام گاہ پر پہنچتے ہیں تو نواب انھیں ان کے خیمے کے دروازے تک چھوڑنے جاتے ہیں اور پھر رخصت چاہتے ہیں۔ ایسا دن میں دو مرتبہ ہوتا ہے۔

آپ جاننے کے لیے متجسس ہوں گے کہ میں نے اس مہم میں کیا حصہ لیا۔ میں نہایت اختصار کے ساتھ بیان کروں گا۔ میرے پاس دو یا تین ذاتی ہاتھی تھے اور دو خیموں کا ساز و سامان تھا۔ خیموں میں سے ایک ہمیشہ نواب کے قافلے کے ساتھ، اگلے مقام پر بھیجا جاتا تھا۔ میں اپنے سامان کے ہمراہ مکمل طور پر آزاد تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ میرے لیے فارسی اور ہندوستانی زبانیں بھی مانوس تھیں۔ اس قدر کہ ان کو ملا جلا کر نواب اور ان کے ساتھیوں سے مناسب گفتگو کر لیتا تھا اور اس دوران کافی حد تک ان کی رسومات و آداب بجا لاتا تھا۔ اگرچہ میں خواہش مند تھا کہ مجھے مقامی شرفا کے ہمراہ شمار کیا جائے پھر بھی عام طور پر نواب میری سواری قریب بلا کر مجھ پر خاص توجہ فرماتے تھے۔

کچھ مقامی الفاظ کی توضیح

عماری: ایک بناوٹ، جو ہاتھی کی پشت پر سواری کے لیے باندھی جاتی ہے۔ یہ عام طور پر لکڑی سے تیار کی جاتی ہے، اسے رنگ روغن کیا جاتا ہے۔ یہ مربع شکل میں ہوتی ہے اور اس پر قریب آٹھ آٹھ انچ اونچی ledges ہوتی ہیں۔ اس کے دو حصے ہوتے ہیں۔ بڑے والا آگے کی طرف اور چھوٹے والا پیچھے کی طرف، ملازم کے بیٹھنے کو۔ آگے والا حصہ تین سے چار فٹ چوڑا ہوتا ہے اور اس میں نشست کا سامان بچھا ہوتا ہے۔ ہر دو حصے آٹھ standards کی مدد سے چھتے ہوتے ہیں۔ اسے سادہ یا کڑھائی کیے ہوئے انگریزی انداز کے بانات سے ڈھانپا جاتا ہے۔

ہودج: عماری ہی کی طرح، بس چھتا ہوا نہیں ہوتا۔

خدمت گار: وردی میں ملبوس خادم۔ ذاتی ملازم

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

ہرکارہ: پیغام رسانی اور خبریں پہنچانے کے لیے مخصوص ملازم۔

چوب دار: شاہی جلوس کے آگے آگے نقرئی عصا لے کر چلنے والا ملازم، جو ملاقاتیوں اور نئے لوگوں کو آواز لگانے اور تقریب کے سندیس بھیجنے کے لیے ہوتا ہے۔

میواتی: ہندوستانی سپاہیوں کا ایک گروہ، جو بنیادی طور پر محافظت کے لیے رکھے جاتے ہیں۔

فرّاش: خیموں کو استادہ کرنے والے، قیام گاہوں میں قالین بچھانے والے اور صفائی پر مامور ملازمین۔

زنانہ: حرم سرا۔

جنگل: بیابان اور غیر کاشت شدہ جگہیں جہاں عموماً لمبی گھاس، نرکل یا جھاڑیاں اگی ہوتی ہیں۔

حواشی

۱۔ thepeerage.com/p71035.htm#i710346 (رجوع کردہ: ۵؍اگست ۲۰۲۳ء)

geni.com/people/William-Blane-of-Foliejon-Park/6000000026134067844 (رجوع کردہ: ۵؍اگست ۲۰۲۳ء)

۲۔ ولیم نیوھم بلین، (William Newnham Blane)، *An Excursion through the United States and Canada during the years 1822-23*، [An English Gentleman]، (لندن: بالڈون، کریڈوک اینڈ جوائے، ۱۸۲۴ء)

اگرچہ اس کتاب میں مصنف کے نام کی صراحت نہیں کی گئی لیکن قدرے بعد کے معاصر انگریزی جریدے *Notes and Queries* کے ایک اندراج سے اندازہ ہوتا ہے کہ *An English Gentleman* سے مراد یہی ولیم نیوھم بلین ہی ہیں۔ اس کا حوالہ آگے آرہا ہے۔

۳۔ *Notes and Queries*، لندن، جلد s3-VI، شمارہ ۱۵۴، ۱۰؍دسمبر ۱۸۶۴ء، ص ۴۸۳۔۴۸۲

۴۔ ولیم بلین (William Blane)، *An Account of the Hunting Excursions of Asoph ul Doulah*، (لندن: جان سٹاک ڈیل، ۱۷۸۸ء)، ص ۱۹۔۱۸

۵۔ نجم الغنی رام پوری، ''تاریخ اودھ''، جلد سوم، (لکھنؤ: مطبع منشی نول کشور، ۱۹۱۹ء، ص ۷

۶۔ ایضاً، ص ۳۵۰

۷۔ ولیم بلین (William Blane)، *An Account of the Hunting Excursions of Asoph ul Doulah*، ص ۷

۸۔ ایضاً، ص ۹

۹۔ ایضاً، ص ۱۵

۱۰۔ ایضاً، ص ۱۸۔۱۷

۱۱۔ میرزا جواں بخت جہاں دار، ''دیوانِ جہاں دار''، مرتبہ وحید قریشی، (لاہور: مجلسِ ترقیِ ادب، ۱۹۶۲ء، ص ۱۴

۱۲۔ ایضاً، ص ۲۴

۱۳۔ نجم الغنی رام پوری، ''تاریخ اودھ''، جلد سوم، ص ۶۴۔۲۵۴

۱۴۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے:

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

(الف) ''دیوان جہاں دار''، ص ۵۹۔ ۹ (مقدمہ)

(ب) ''تاریخ اودھ''، جلد سوم، ص ۶۷۔ ۲۶۳

(ج) سیّد کمال الدین حیدر، ''سوانح سلاطینِ اودھ''/ ''تواریخ اودھ''، جلد اوّل، (کان پور: مطبع نول کشور، ۱۹۰۷ء)، ص ۱۱۲۔ ۱۰۹

یہاں یہ امر بھی قابلِ توجہ ہے کہ جواں بخت کے بعد جب سلیمان شکوہ لکھنؤ آئے تو آصف الدولہ کو ان کے میزبان ہونے میں کچھ تامل ہوا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مغل دربار کے ناگفتہ بہ حالات سے پریشان مغل شاہزادے لکھنؤ کی مرفہ الحالی کو رشک کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور چاہتے تھے کہ آلام و پریشانیِ روزگار سے چھٹکارا پایا جائے اور کسی پُرسکون مقام کو ٹھکانہ بنایا جائے۔ آصف الدولہ اور ان کے مشیروں کا یہ خیال تھا اور بجا تھا کہ اگر یہ سلسلہ چل نکلا تو لکھنوی دربار کے لیے رفتہ رفتہ مشکلات میں اضافہ ہی کرے گا۔ ''سوانح سلاطینِ اودھ'' کے مصنف کمال الدین حیدر، مرزا سلیمان شکوہ کی لکھنؤ آمد کے بارے میں لکھتے ہیں:

> بعد طے منازل داخلِ صوبہ اودھ ہو کر فتح گنج، لکھنؤ سے تین کوس پر خیمہ کیا۔ جب نواب آصف الدولہ کو خبر پہنچی، اپنے حاضر ہونے کا عذر کیا، اس جہت سے کہ مرزا جواں بخت، بڑے بیٹے شاہ عالم کے، لکھنؤ میں بعض حرکاتِ خلاف سے ان کا قیام شہر میں مصلحت نہ جانا تھا۔ آخر بہ صلاح نواب گورنر جنرل وارن ہسٹینگ صاحب بہادر، قیام بنارس جا کر کیا تھا۔ نواب نے بہ سبب اپنی ناراضگی کے چاہا کہ بوجہ معینہ شاہزادہ موصوف کو موقوف کر دیں لیکن نواب معظم الیہ [گورنر جنرل] جو وقت داخلۂ لکھنؤ شریکِ استقبال و معین ہوئے تھے۔ ہر چند نواب نے عذر کیا کہ وجہ معینہ بشرط قیام لکھنؤ تھی۔ وگرنہ اسی طرح شاہزادے دلّی سے آیا کریں گے، ہر ایک کے پیشکش میں یہ تمام میرا محاصل ممالکِ محروسہ، دعوت و پیشکش میں صرف ہو جائے گا۔ نواب محتشم الیہ نے سمجھایا کہ ان کا آپ کے شہر میں آنا اور یہاں سے جانا میری صلاح سے ہوا ہے، مناسبِ حال نہیں اور خلاف آپ کی ہمت کے ہے۔ آئندہ جب ایسا اختلاف ہو، آپ سمجھ لیجیے گا۔ اس جہت سے نواب کو رونق افزائیِ مرزا محمد سلیمان شکوہ میں تامّل ہو گیا تھا۔
>
> (''سوانح سلاطینِ اودھ'' جلد اوّل، ص ۲۷۹)

۱۵۔ جمیل جالبی، ''تاریخ ادبِ اردو''، جلد دوم، (لاہور: مجلس ترقی ادب، ۲۰۰۸ء)، ص ۱۵۔ ۵۱۴

۱۶۔ میر تقی میرؔ، ''ذکرِ میر''، مترجم نثار احمد فاروقی، (لاہور: مجلسِ ترقیِ ادب، ۱۹۹۶ء)، ص ۲۳۔ ۳۲۲

۱۷۔ رام بابو سکسینہ، ''تاریخ ادبِ اردو''، مترجم مرزا محمد عسکری، مرتب تبسم کاشمیری، (لاہور: علمی کتاب خانہ، ۱۹۷۸ء)، ص ۱۰۹

۱۸۔ میر تقی میر، ''کلیاتِ میرؔ''، جلد دوم، مرتبہ احمد محفوظ، (نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۱۳ء)، ص ۳۴۴

۱۹۔ ایضاً، ص ۴۴۔ ۳۴۳

۲۰۔ ولیم بلین (William Blane)، *An Account of the Hunting Excursions of Asoph ul Doulah*، ص ۱۴ تا ۱۶

مآخذ

۱۔ بلین، ولیم (Blane, William Blane)، *An Account of the Hunting Excursions of Asoph ul Doulah*، لندن: جان سٹاک ڈیل، ۱۷۸۸ء

۲۔ بلین، ولیم نیوٹھم (Blane, William Newnham)، *An Excursion through the United States and Canada during the years 1822-23*، [An English Gentleman]، لندن: بالڈوِن، کریڈوک اینڈ جوائے، ۱۸۲۴ء

۳۔ جالبی، جمیل، ''تاریخ ادبِ اردو''، جلد دوم، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۲۰۰۸ء

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

۴۔ جہاں دار، میرزا جواں بخت، ''دیوانِ جہاں دار''، مرتبہ وحید قریشی، لاہور: مجلسِ ترقیِ ادب، ۱۹۶۶ء

۵۔ حیدر، سیّد کمال الدین، ''سوانح سلاطینِ اودھ''/ ''تواریخ اودھ''، جلد اوّل، کان پور: مطبع نول کشور، ۱۹۰۷ء

۶۔ رام پوری، نجم الغنی، ''تاریخِ اودھ''، جلد سوم، لکھنؤ: مطبع منشی نول کشور، ۱۹۱۹ء

۷۔ سکسینہ، رام بابو، ''تاریخِ ادبِ اردو''، مترجم مرزا محمد عسکری، مرتب تبسم کاشمیری، لاہور: علمی کتاب خانہ، ۱۹۷۸ء

۸۔ میرؔ، میر تقی، ''ذکرِ میر''، مترجم نثار احمد فاروقی، لاہور: مجلسِ ترقی ادب، ۱۹۹۶ء

۹۔ ____، ''کلیاتِ میرؔ''، جلد دوم، مرتبہ احمد محفوظ، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۱۳ء

رسائل و جرائد

۳۔ *Notes and Queries*، لندن، جلد s3-VI، شمارہ ۱۵۴، ۱۰/ دسمبر ۱۸۶۴ء، ص ۴۸۳۔ ۴۸۲

ویب سائٹ

۱۔ thepeerage.com/p71035.htm#i710346 (رجوع کردہ: ۵/ اگست ۲۰۲۳ء)

۲۔ geni.com/people/William-Blane-of-Foliejon-Park/6000000026134067844 (رجوع کردہ: ۵/ اگست ۲۰۲۳ء)